مولانا عبدالقیوم حقانی استاذ دارالعلوم حقانیہ

عالمِ معانی سے ایک ملاقات

(دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ میں)

> صحیفوں، آسمانوں، چرواہوں، دستکاروں، صنعتکاروں، تاجروں، کاریگروں، پارچہ بافوں، پارچہ فروشوں، درزیوں، دھوبیوں، دواسازوں، قصابوں، حلوائیوں، آئینہ بیچنے والوں، صابون سازوں اور عطاروں، زرگروں، صیقل گروں، شیشہ گروں، لوہاروں، بڑھئیوں، لکڑہاروں، شکاریوں اور مزدوروں سے تعلق رکھنے والے علماء فقہاء اور محدثین، مفسرین اور ائمہ اسلام۔

یومیہ معمولات تدریسی مشاغل اور متنوع مصروفیات کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کے عظیم الشان اور وسیع کتب خانہ میں متعلقہ کام اور حوالہ جات کی تخریج وغیرہ کے علاوہ بھی علمی سیر و تفریح نادر و نایاب کتابوں کی زیارت اور تعارف و مطالعہ کتب کے لئے کم سے کم یومیہ دس منٹ کی گنجائش نکال لیتا ہوں اور اپنے حد تک کوشش رہتی ہے کہ ہمیشہ اس معمول میں ناغہ اور فرق نہ آنے پائے۔

یوں تو ذاتی اور معلوماتی حد تک اس کے بے شمار فائدے بھی حاصل ہوئے تاہم دارالعلوم سے نسبت ت کے لحاظ سے احقر کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ بیرون ملک اور ملک کے اطراف و جوانب سے ی و مطالعاتی اور کتابی ذوق رکھنے والے بکثرت سے آنے والے اضیاف علماء اور فضلاء اور سکالروں کے وفود ب دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے ہیں تو استاذی و استاذ العلماء محدث کبیر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ء سے مجھے دارالعلوم کے وسیع اور عظیم کتب خانہ میں اہم علمی نادر و نایاب کتابوں اور قلمی مخطوطات اور ان کے نفین اور دیگر متعلقات سے واردین و صادرین اور ناظرین و سامعین کو محظوظ اور متعارف کرانے میں حجاب آڑے نہیں آتا۔ اور اب تعارف کی حد تک شاید ہی کتب خانہ کی کوئی کتاب ایسی ہو جو نظروں سے ل ہونے کی وجہ سے رہ گئی ہو۔

کتب خانہ کے نچلے اور بالائی دونوں حصوں میں چاروں طرف مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں ترتیب سے

الماریوں میں رکھی ہوئی ہیں۔ کتب خانہ کے وسیع ہال کے مغربی جانب لائبریری کا دفتر ہے۔ جس میں کتب خانہ کے دو ناظم کتابوں کے اندراج و ترتیب اور کتب خانہ سے متعلقہ امور انجام دیتے ہیں۔ دفتر کے مشرقی جانب کھڑکی کھول کر جب کتب خانہ میں داخل ہونا پڑے تو کھڑکی کے شمال مشرقی دیوار کے ساتھ جانب مغرب سے علوم کے ترتیب کے لحاظ سے علم التفسیر کی الماریاں لگی ہوئی ہیں پھر علم الحدیث کی، اسی طرح ترتیب سے جانب مشرق اور دیگر اطراف میں جگہ جگہ کتابوں سے بھری ہوئی الماریوں کے اوپر مختلف علوم و فنون کے چھوٹے چھوٹے تعارفی کتبے لگے ہوئے ہیں۔

مشرقی جانب آخری حصے پر "الموسوعات" کے ساتھ والی ایک دوسری الماری پر "علم الانساب" کا کتبہ آویزاں رہتا ہے۔ اس الماری کی کتابیں بھی حسب عادت جب موقع ملا الٹتا پلٹتا رہا۔ مگر ایک کتاب جو اس حصہ میں سب سے زیادہ نمایاں حجم میں فائق، اعلیٰ طباعت اور سرخ رنگ کی رنگین جلد بندی کی وجہ سے سب سے زیادہ جاذب نظر رہی سی بار ہاتھوں میں لی، سرورق دیکھا مصنّف کا نام پڑھا، دیباچہ میں مصنّف کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کتاب کئی بار ہاتھوں میں الٹتی پلٹتی رہی۔ مگر چونکہ کتاب قلمی تحریر (قدیم شکستہ طرز کی خط نویسی) کا فوٹو اور عکس ہے۔ اس لئے خ کے ایک علمی ذخیرے ایک معتد بہ اور مستند حصے جسے علامہ ابوسعید عبدالکریم بن محمد السمعانیؒ نے کتاب ا نساب کے نام سے ایک ہزار چھ صفحات میں محفوظ کر لیا ہے اس کے مطالعہ و استفادہ اور فیض و برکت سے محروم رہا۔

مگر اس مرتبہ (۲۹ جنوری ۸۵ء) جب کتب خانہ کی سیر کے دوران، حسب عادت کتاب اٹھائی حسین و رنگین طباعت اور اعلیٰ جلد بندی کی وجہ سے کتاب جاذب نظر تو پہلے سے تھی ہی، اٹھائے بغیر بنتی نہیں، کھولی تو پھر وہی شکستہ خط جسے دیکھ کر دل برداشتہ ہو جاتا۔ مگر اس دفعہ کتاب کھولی کہ اچانک ایک صفحے پر نظر جم گئی ورق کا نمبر ۱۴۰ ہے۔ بڑی سائز کے اس صفحے کے وسط میں جلی حروف کے ساتھ "باب الحاء والذال الحذاء" لکھا ہوا ہے۔ عربی میں الحذا جوتا بنانے والے کو کہتے ہیں۔ الحذاء کی اس فہرست میں علامہ سمعانیؒ کے ارشادات پڑھتا اور دل کے کانوں سے سنتا جا رہا تھا ادھر ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کے پیش نظر قلب پر اللہ کے فضل و کرم اور احسان و امتنان کے نقوش ثبت ہو رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی عظمتیں بھی پتھر کی لکیر بن کر دل پر ثبت ہوتی چلی گئیں۔ کہ اسلام علاقائی، نسلی اور خاندانی تعصبات سے بالاتر ہو کر سب کو نوازتا ہے جو جتنی زیادہ اللہ کی راہ پر چلتا ہے اتنا زیادہ سنبھالا اور نوازا جاتا ہے اسلام کے دامن نے کتنوں اور کیسوں کو سلامتی کی پناہ سے نوازا۔ کتنے بے کسوں بے یار و مددگار اور گرے ہوئے لوگوں کو ذلتوں سے اٹھا کر عزت کی عظمتوں تک پہنچایا۔

علامہ سمعانیؒ کی بیان کردہ اس فہرست سے معلوم ہوتا جا رہا تھا کہ اسلام نے موچیوں کے طبقہ اور پیشہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کو بھی اسلامی علوم و فنون سے پورا پورا حصہ دے کر بہرہ ور فرمایا اور انہیں علم و فضل کی عظیم مسندوں پر جلوہ گر فرمایا۔

علامہ سمعانی کی اس تحریر کے پس منظر میں ان کی روح بولتی نظر آ رہی تھی میں نے اس مجلس کو غنیمت سمجھا اور پوری توجہ سے ان کے ارشادات پر ہمہ تن گوش ہوگیا۔

علامہ سمعانیؒ نے الحذاء کے عنوان سے علماء کی ایک جماعت کا ذکر چھیڑ دیا جو نسل اور پیشہ کے لحاظ سے موچی تھے۔ مگر اپنی فطری استعداد اور فنی صلاحیت سے ان حضرات نے علوم دینیہ کی قبا میں آفتاب کی کرنیں لگائیں ان جفت ساز علماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے شاہراہ دین پر چلنے چلانے کے لئے اکابرامت اور اسلاف کی ایک بڑی جماعت کے پائے عزم کو ثبات، استقامت اور بڑی استواری بخشی۔ اسلام نے دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ نسل، قوم، ذات برادری طبقہ اور پیشہ کوئی چیز نہیں ہے۔

اصل چیز اسلام اور تقویٰ کی راہ ہے جو بھی اس راہ سے آیا کامیاب رہا جس نے یہ راستہ چھوڑ دیا وہ ناکام ہوگیا۔ علامہ سمعانی نے اسی ملاقات میں متعدد تاریخی شخصیتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ محمد بن سیرین جیسے جلیل القدر تابعی کے علمی کمالات اور علم حدیث، ابن عمر بصری کا مرہون منت ہے کہ ابن سیرین نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا۔ اور حضرت ابن عمر نے، جابر حذاء (موچی) سے علم حدیث کی تکمیل کی گویا ابن سیرین کے دادا استاد، ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ نسل اور پیشہ کے لحاظ سے موچی تھے۔

ان کے علاوہ علامہ سمعانیؒ نے حذاءین (موچیوں) کی اس طویل فہرست میں علامہ عبداللہ بن عبدالرحمن حذاء، محمد بن سالم حذاء، کثیر بن عبید دسطی حذاء، یحییٰ المتوکل حذاء، عاصم بن سلیمان حذاء جیسے محدثین فقہا اور ائمہ فن کا تذکرہ بھی کیا۔ جو اپنے زمانے کے مشاہیر ائمہ دین اور علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

جوں جوں ورق الٹتے اور صفحات کھلتے گئے علامہ سمعانی کی اس کتاب میں مختلف پیشوں اور طبقوں سے تعلق رکھنے والے علماء دین اور ائمہ اسلام کے حیرت انگیز حالات سامنے آتے گئے چرواہوں سے تعلق رکھنے والے علماء کے حالات سے تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہمارے اسلاف اور اکابر نے اپنے دور میں چراگاہوں اور جنگلوں اور میدانوں کو علوم نبوت کی کھلی ہوئی یونیورسٹی بنا دیا تھا جس میں مزدور کار، کاشتکار اور چرواہے تعلیم پاتے تھے۔

علامہ سمعانی کے قائم کردہ اس تاریخی روزن سے جب مسلمانوں کا ماضی سامنے آتا گیا تو حیرت و استعجاب کی حد نہ رہی کہ مسلمانوں میں علم کا ذوق اس قدر زیادہ اور قابل رشک تھا کہ اونٹوں کے چرواہے میدانوں اور

ریگستانوں میں اونٹوں کے چرانے کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی تحصیل کر رہے ہیں۔

چند صفحے آگے چلا تو اسی کتاب میں علامہ سمعانی نے علماء کی ایک ایسی جماعت کا تذکرہ بھی کیا جو نسلاً اور عملاً کسان تھے مگر اشاعت و تحصیل علم کا ذوق غالب تھا۔ ان کے کھیت اور باغ بغیچے ان کے علمی ذوق کی وجہ سے اسلامی مدارس اور مکاتب بن گئے تھے۔ یہ بجا ہے کہ انہوں نے اپنی مادی غذا اور معاش و دنیوی ضرورت کے لئے اپنی جائیداد، باغات اور زمینوں کی کاشت و نگہداشت کی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنی اور امت کی روحانی غذا اور اخروی فلاح کے لئے علم دین کی کاشت و نگہداشت کا ذمہ بھی لے لیا تھا وہ اپنی کھیتی کی آبیاری کے ساتھ ساتھ علم دین کی آبیاری بھی کرتے تھے۔ اور جہاں دونوں میں معارضہ اور تقابل پیش آجاتا تو وہاں ذاتی کام رکاوٹ نہ بننے پاتا۔ اور ہمیشہ علمی کام کو ترجیح دی جاتی۔ علامہ سمعانی نے جس انداز سے نقشہ کھینچا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ہے۔ حقیقت سے سر مو بھی مبالغہ نہیں کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کھیتوں کی سرسبزی و شادابی کی طرح ان کے علم کا کشت زار بھی سدابہار رہتا تھا۔

کیف ما اتفق ورق پلٹے تو ورق ۴۵۴ کی پشت پر جلی حروف کے ساتھ "قصار" لکھا ہوا تھا۔ قصار عربی زبان میں کپڑے کی دھلائی کرنے والے دھوبیوں کو کہتے ہیں۔ اسلام کی فیاضی، وسیع النظری وسعت اور علم پروری کا اس سے اندازہ لگائیے کہ دھوبیوں کے طبقہ اور پیشہ سے تعلق رکھنے والوں تک اسلام نے علم دین کی لازوال دولت پہنچائی۔ صرف یہ نہیں اگر آپ علامہ سمعانی کی اس فہرست کو ملاحظہ کریں جس میں انہوں نے دھوبیوں میں علم اور علماء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ تو آپ کو اس زمانہ کے دھوبیوں میں صرف رسمی مسلمانی یا اسلام کی محض رسمی نشانی نظر نہیں آئے گی بلکہ اس جماعت میں بھی بڑے بڑے علماء فقہاء اور محدثین پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے ظاہری اور باطنی کثافتوں کو اپنے علم و معرفت کے آب مصفا سے دھو کر ختم کیا اور انسانیت کو علم و دیانت کا صاف اور شفاف لباس عطا فرمایا۔ یہ بزرگ کون اور کیا تھے اور کن حضرات سے انہوں نے علم حاصل کیا تھا علامہ سمعانی کی بیان فرمودہ فہرست سے چند ایک کا اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابو حراص قصار، بہت بڑے عالم، متقی پرہیزگار اور بزرگ انسان تھے۔ قصار کے لقب سے مشہور تھے کہ دھوبیوں کا کام کرتے تھے، معاویہ بن ہشام قصار علم و فضل کے ایک روشن ستارے تھے۔ امام سفیان ثوری اور امام مالک سے علم نبوت کی تحصیل کی تھی۔ علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ قصار الاصفہانی کا لقب قصار (دھوبی) اس لئے پڑ گیا تھا کہ آپ ورع، زہد، تقویٰ، خدمت خلق اور اتباع سنت کے جذبے سے مُردوں کو غسل دیا کرتے تھے۔ ان کے درس اور تلامذہ کا حلقہ بھی وسیع تھا۔ تمام عمر درس حدیث پڑھاتے رہے بلکہ آخر عمر تک اشتغال بالحدیث اور اشاعت حدیث کے ساتھ ساتھ مُردوں کے غسل اور کفن کا کام بھی کرتے

رہے۔ ۳۶۷ھ میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی نظر سے معذور ہو گئے۔ ۱۴۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آج علامہ سمعانی کی تحریر فرمودہ کتاب "کتاب الانساب" کی شکستہ قلمی طرز خطی سے انس اور مضامین تجسس کا قوی داعیہ پیدا ہو گیا تھا۔

جگہ جگہ سے دیکھا ہر طبقہ اور ہر پیشہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کا علم دین کو اپنی میراث سمجھ کر اس کی تحصیل و اشاعت میں زندگیاں وقف کر دینے کی عجیب حیرت انگیز مثالیں سامنے آتی رہیں۔

کتاب الانساب کی شکل میں علامہ سمعانیؒ کی اس ملاقات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی کوئی پیشہ اختیار کیا، کوئی روزگار کیا یا کوئی کام کیا، وہ علم دین سے جدا نہیں ہوتے۔ بلکہ معاشی کاروبار کے ساتھ علمی کاروبار جاری رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ کسب معیشت کے ساتھ علم دین سے واقفیت بھی ضروری اور ممکن ہے۔

موچیوں، کسانوں اور چرواہوں، دست کاروں، صنعت کاروں، تاجروں، کاریگروں، پارچہ بافوں، پارچہ فروشوں، درزیوں، دھوبیوں، روغن سازوں، قصابوں، حلوائیوں، آٹا پیسنے والوں، صابون سازوں، اور صابون فروشوں، صیقل گروں، شیشہ گروں، لوہاروں، بڑھیوں، لکڑہاروں، شکاریوں اور مزدوروں،

غرض دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ میں علامہ سمعانی سے اس کتابی ملاقات میں مختلف پیشوں، طبقوں سے تعلق رکھنے والے علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین اور ائمہ اسلام کے عجیب اثر انگیز اور انقلاب آفریں حالات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ جن کی ذات پر قیامت تک اسلامی علوم اور مسلمان قوم ناز کرتی رہے گی۔ اور انشاء اللہ آئندہ کسی مجلس میں مختلف طبقوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے علامہ سمعانیؒ کے تحریر فرمودہ علماء دین اور ائمہ اسلام کے مختصر تعارفی حالات بھی نذر قارئین کئے جائیں گے۔

مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ مضامین روشنائی سے کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمائیں۔ صاف اور خوشخط لکھیں۔ پنسل یا بال پین سے تحریر شدہ مضامین پڑھے نہیں جاتے۔

(ادارہ)

خریدار حضرات خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں تاکہ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو سکے۔

(ادارہ)